OPEN ACCESS
Journal of Islamic & Religious Studies
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.uoh.edu.pk/jirs

JIRS, Vol.:3, Issue: 1, Jan-June 2018
DOI: 10.12816/0048277, PP: 85-94

رتن ہندی کے دعویٰ صحابیت کا تحقیقی جائزہ

Research Review of Ratan Hindi's Claim of the Companionship of Prophet (PBUH)

Dr. Muhammad Saeed Shafiq
Lecturer, Shaykh Zayed Islamic Centre,
University of Peshawar, Pakistan

Dr. Miraj-ul-Islam Zia
Dean, Faculty of Islamic and Oriental Studies,
University of Peshawar, Pakistan

Version of Record
Online / Print
30-June-2018

Accepted
17-June-2018

Received
28-February-2018

Scan for Download

Abstract

Ratan Hindi was born in the Indian side of the Punjab in the 6th AH. He claimed that he had met Prophet Muḥammad (PBUH) in Madinah; had accepted Islam in his presence; joined the wedding ceremony of Fatimah (RA) and had also took part in the battle of trench (Ghazwah-e-Khandaq). He also affirmed that his long age was due to the blessings of the Prophet (PBUH) who prayed for his long life. It is also said that he had witnessed the miracle of the splitting of moon in India. The present paper, after proper investigation conducted in the light of original sources, i.e. Ḥadith and its Sciences, books of Rijal and history of Islam prove his claim of Ṣahabiyyat to be false and baseless. It also presents definition of a Ṣahabi (Prophet's Companion) along with conditions deemed by scholars of Ḥadith for such a position.

Keywords: *Madinah, Ḥadith, Rijal, Ratan Hindi.*

تمہید:

اسلام میں صحابہ کرامؓ کا مقام و مرتبہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں۔آ نحضرت ﷺ کی صحبت سے فیض یابی، آپ ﷺ کے ارشاداتِ گرامی کی بلا واسطہ سماعت اور جمالِ مصطفوی ﷺ کا دیدار میسر آنا انتہائی خوش بختی کی علامت ہے کیوں کہ آپ ﷺ کے صحابہ کو سنایا جانے والا مژدۂ جانفزاں "رضی اللہ عنھم و رضوا عنه" کے الفاظ میں تا قیامت وردِ زباں رہے گا نیز آپ ﷺ کے ارشادات کو نقل کرنے والی پہلی کڑی ہونے کی وجہ سے احادیثِ نبویہ ﷺ ، جن پر قرآن حکیم کی توضیح و تشریح اور احکامِ شریعت کا دارومدار ہے، کی صحت و عدمِ صحت کا سلسلہ بھی ان ہی حضرات کے گرد گھومتا ہے۔

صحابیت کے اس شرف و اعزاز کی وجہ سے بہت سے لوگوں نے صحابیت کا دعویٰ کیا ہے جن میں سے ایک شخصیت کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ عرفِ عام میں وہ "بابا رتن ہندی" اور "ہندوستانی صحابی" کے نام سے معروف ہیں جب کہ کتب میں ان کا تذکرہ "رتن ہندی" کے نام سے ہے اور ان سے مروی احادیث کی تعداد چار سو سے متجاوز ہے۔ ان احادیث کو محدثین نے

CC BY

موضوع قرار دیا ہے اور اس کی بنیادی وجہ ان کے دعوئ صحابیت کی عدمِ صحت ہے۔ آئندہ سطور میں "رتن ہندی" کے مختصر حالاتِ زندگی کو بیان کرنے کے بعد ان کے دعوئ صحابیت کی صحت و عدمِ صحت پر مدلل کلام کیا گیا ہے تاکہ اس کی حقیقت واضح ہو سکے۔

رتن ہندی کا تعارف:

آپ کا نام و نسب یہ ہے: " رتن بن عبداللہ ہندی ثم البرتتندی/مرندی، رتن بن نصر بن کربال یا رتن میدن بن مندی "۔ اُن کے زعم کے مطابق اُنہوں نے طویل زمانہ پایا، یہاں تک کہ چھٹی صدی میں ظاہر ہوا اور صحابیت کا دعویٰ کر بیٹھا[1]۔

آپ کی پیدائش آپ کے آبائی وطن میں ہونے پر اتفاق رائے ہے لیکن وہ آبائی وطن کون سا ہے؟ اس بارے میں اختلاف ہے۔ مولانا مناظر احسن گیلانی "بھٹنڈہ" جبکہ مولانا عبدالصمد صارم "موضع: ترمذ، قصبہ: ریڑھ، ضلع: بجنور" کو ان کا آبائی وطن قرار دیتے ہیں۔ آپ قصبہ "جیور" ضلع "علی گڑھ" کے وزیر تھے۔ شق القمر کا معجزہ دیکھا تو حیرت میں پڑ گئے اور اس کی تحقیق کروانے کے بعد عازمِ مکہ ہوئے تاکہ نبی آخر الزماں ﷺ سے ملاقات کر سکیں چنانچہ وہاں پہنچے، شرفِ ملاقات حاصل کیا اور مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ایک عرصہ تک مدینہ میں مقیم رہنے کے بعد واپس ہندوستان آ گئے اور "کھاڈری، ضلع مراد آباد" میں سکونت اختیار کی اور ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے اور ۶۲۵ھ میں وفات پائی۔[2]

رتن ہندی کا دعویٰ صحابیت:

رتن ہندی کا ظہور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چھ سو سال بعد ہوا۔ علامہ شمس الدین ذہبیؒ[3]، حافظ ابن کثیرؒ[4]، حافظ ابن حجرؒ[5]، امام شوکانیؒ[6] کی تصریح کے مطابق رتن ہندی نے چھٹی صدی ہجری میں صحابیت کا دعویٰ کیا۔ اُن کا دعویٰ تھا کہ میں نے معجزہ شق القمر دیکھا ہے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی کی تقریب اور خندق کی کھدائی میں شرکت کی ہے[7]۔

اُن سے اپنے برخوردار محمود و عبداللہ اور موسیٰ بن مجلی بن بندار، حسن بن محمد حسینی، کمال شیرازی، اسماعیل بارقی، عثمان بن ابی بکر بن سعید اربلی، داؤد بن اسعد بن حامد، شریف علی بن محمد خراسانی، معمر ابوبکر مقدسی، ہمام سہرکندی اور ابو مروان عبد الملک بن بشر مغربی روایت کرتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے دو مرتبہ شرف ملاقات حاصل ہوا ہے اور دونوں بار تین تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے درازی عمر کی دعا مانگی تھی، اس لئے میں نے طویل عمر پائی۔[8]

رتن ہندی کے دعویٰ صحابیت کی تحقیق سے قبل صحابی کی تعریف اور ثبوت صحابیت کی شرائط ذیل میں درج کی جاتی ہیں تاکہ اندازہ ہو جائے کہ واقعی وہ صحابی ہیں یا نہیں۔

صحابی کی تعریف:

امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابی کی تعریف یوں کی ہے:

"ومن صحب النبي أو رآه من المسلمين فهو من أصحابه"[9]۔

"مسلمانوں میں سے جو رسول اللہ ﷺ کا ساتھی رہا ہو یا جس نے آپ کو دیکھا ہو تو وہ آپ کے اصحاب میں سے ہے"۔

امام نووی رحمہ اللہ صحابی کی تعریف میں لکھتے ہیں:

"أما الصحابي ففيه مذهبان ، أصحهما وهو مذهب البخاري وسائر المحدثين وجماعة من الفقهاء

وغيرهم، أنه كل مسلم رأى النبي ولو ساعة، وإن لم يجالسه ويخالطه، والثاني وهو مذهب أكثر أهل الأصول أنه يشترط مجالسته وهذا مقتضى العرف وذاک مقتضى اللغة[10]-"

"صحابی کی تعریف میں (علماء) کے دو اقوال ہیں، ایک امام بخاریؒ، تمام محدثین اور فقہاء کی ایک جماعت کا ہے اور جو اصح بھی ہے کہ ہر وہ مسلمان صحابی کہلائے گا جس نے رسول اللہ ﷺ کو ایک ساعت کے لئے دیکھا ہو، اگر چہ اُن کی صحبت نہ پائی ہو اور نہ اُن کی مجلس میں شریک ہوا ہو۔ دوسرا قول اصولیین کا ہے جنہوں نے صحابی ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نشست کو شرط رکھا ہے اور یہ عرف و لغت کا تقاضا بھی ہے"۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ صحابی کی جامع تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الصحابي من لقى النبي مؤمنا به ومات على الإسلام ، فيدخل في من لقيه من طالت مجالسته له أو قصرت ، ومن روىٰ عنه أو لم يرو ، ومن غزا معه أو لم يغز ، ومن رآه ولم يجالسه ، ومن لم يره لعارض كالعمى[11]-"

"صحابی وہ ہے جس نے حالتِ ایمان میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اسلام ہی پر اس کو موت آئی ہو۔ اس تعریف میں وہ سب لوگ داخل ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی مجالس میں زیادہ شریک ہوئے ہوں یا کم، جنہوں نے آپ ﷺ سے روایت فرمائی ہے یا نہیں، جہاد میں حصہ لیا ہو یا نہیں، جنہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا ہو لیکن صحبت نہ کر سکے ہوں اور جنہیں کسی معذوری (اندھاپن) کے باعث شرف دیدار نصیب نہ ہوا ہو"۔

ثبوتِ صحابیت کی شرائط:

اہل فن نے صحابیت کے ثبوت کے لئے مختلف طریقے مقرر کئے ہیں، مثلاً ابو اسحاق ابراہیم بن عمرؒ نے مدعی صحبت کے لئے درج ذیل چار شرائط بیان کی ہیں:

(۱) تواتر

(۲) استفاضہ [تواتر سے کم تر درجہ کی شہرت]

(۳) صحابی کا قول

(۴) کوئی ایسا شخص جو عادل اور ثقہ ہو اور صحابیت کا دعویٰ کرے[12]۔

ابن عراقیؒ اور حافظ السیوطیؒ بھی ثبوتِ صحابیت کے لئے انہی شرائط کا تذکرہ کر چکے ہیں[13]۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان میں ایک اور شرط کا اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " صحبت، تابعی کے قول (تابعی کسی کا صحابی ہونا بیان کرے) سے بھی ثابت ہوتی ہے نیز انہوں نے دعویٰ صحابیت کو عدالت اور معاصرت کی شرط سے مقید کر رکھا ہے، لکھتے ہیں:

"پہلی شرط عدالت ہے، جس کی امام آمدی وغیرہ نے بھی تائید کی ہے، کیونکہ مدعی صحابیت کی عدالت سے قبل اس کا یہ کہنا کہ میں صحابی ہوں یا اس جیسے اور الفاظ، اس کے عدالت ثابت ہونے سے مشروط ہیں۔ دوسری شرط معاصرت یعنی زمانہ ہے تو یہ ہجرت کے ۱۲۰سال تک محدود ہے کیونکہ رسول اللہ

ﷺ نے آخری عمر میں اپنے صحابہ سے فرمایا ہے:

"أرأيتكم ليلتكم هذه فأن على رأس مأة سنة منها لا يبقى ممن هو اليوم عليها أحد"[14]۔

"آج کی رات سے سو سال بعد آج کا کوئی انسان دنیا میں آج کا کوئی بھی شخص زندہ نہیں رہے گا۔"

دوسری جگہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"أقسم بالله ما على الأرض من نفس منفوسة اليوم يأتي عليها مأة سنة وهي حية يومئذ"[15]۔

"میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کوئی نفس ایسا نہیں جو سو سال گزرنے کے بعد بھی زندہ رہے۔"[16]

امام نووی رحمہ اللہ حدیث مذکور کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والمراد أن كل نفس منفوسة كانت الليلة على الأرض لا تعيش بعدها أكثر من مأة سنة سواء قل عمرها قبل ذلک أم لا-"[17]

"حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس رات جو بھی شخص بقید حیات تھا، وہ سو سال سے زیادہ نہ رہے گا اگرچہ اس کی عمر مذکورہ رات سے پہلے کم ہو یا زیادہ۔"

حافظ ابن رجب رحمۃ اللہ علیہ " أرأيتكم ليلتكم "کی وضاحت کرتے ہیں:

"أما ما قاله ﷺ من أنه: لا يبقىٰ على رأس مأة سنة من تلک الليلة أحد، فمراده بذلک إنخرام قرنه وموت أهله كلهم الموجودين منهم في تلک الليلة على الأرض، وبذلک فسره أكابر الصحابة كعلي بن طالب وابن عمر رضي الله عنهما وغيرهما-"[18]

"رسول اللہ ﷺ کے قول کہ "آج جتنے لوگ بقید حیات ہیں، ایک صدی گزرنے کے بعد ان میں سے ایک شخص بھی زندہ باقی نہ رہے گا" سے مراد ہے کہ اُس وقت جتنے بھی لوگ موجود تھے، سب کے سب سو سال کے اندر ختم ہو جائیں گے اور حدیث کی یہی تفسیر اکابر صحابہ کرام مثلاً سیدنا علی وسیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ نے بھی فرمائی ہے۔"

مندرجہ بالا احادیث سے استدلال کر کے حافظ سیوطیؒ مدعی صحابیت کے متعلق لکھتے ہیں: " اب اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے سو سال بعد صحابیت کا دعویٰ کرے تو قابل قبول نہیں اگرچہ دعویٰ سے پہلے اس کا عادل ہونا بھی ثابت ہو۔"[19]

رتن ہندی کے دعویٰ صحابیت کی تحقیق:

رتن ہندی کا دعویٰ باطل اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ سب سے پہلے ان کے ہم زمانہ امام صغانیؒ (م:650ھ) نے رتن ہندی کی مرویات کو موضوع قرار دے کر لکھا ہے:

"وما يحكى عن بعض الجهال أنه اجتمع بالنبى وسمع منه ودعا له بقوله: عمرک الله ،ليس له أصل عند أئمة الحديث"[20]

علامہ ذہبیؒ (م:748ھ) نے رتن ہندی کی تردید میں "کسر وثن رتن" نامی کتاب بھی تصنیف فرمائی ہے، لکھتے ہیں:

"من صدق بهذه الأعجوبة،وآمن ببقاء رتن، فما لنا فيه من طيب، فليعلم أننى أول من كذب بذلک"[21]

"اس عجیب بات کی تصدیق اور رتن کی بقاء پر ایمان کون لائے گا؟ اس میں ہمارے لئے کوئی خوشی

نہیں۔ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ میں پہلا بندہ ہوں جس نے اسے جھٹلایا"۔

مزید لکھتے ہیں:

"شیخ دجال بلا ریب ، ظهر بعد الستمأة، فادعی الصحبة والصحابة لا یکذبون وهذا جری علی الله ورسوله"[22]

"رتن ہندی کے دجال ہونے میں کوئی شک نہیں۔ وہ چھٹی صدی ہجری کے بعد ظاہر ہوا اور اس کے باوجود صحابیت کا مدعی بن بیٹھا، جب کہ صحابہ کرام جھوٹ نہیں بولا کرتے۔ یہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے مقابلے میں بڑا بہادر واقع ہوا ہے"۔

حافظ ابن کثیرؒ (م:774ھ) رتن ہندی کے متعلق لکھتے ہیں:

"رتن الهندی أحد من ادعی له الصحبة فی حدود ست مأة وهذا مبلغ فی الکذب من ذلک ، فانه لا یعرف أن أحدا من هولاء الصحابة المسمین فی هذا السیاق دخل إلی بلاد الهند لا فی حیاة رسول الله ﷺ ولا بعد وفاته"[23]

"رتن ہندی نے چھٹی صدی ہجری میں صحابیت کا دعویٰ کیا جو کہ سراسر جھوٹا دعویٰ ہے کیونکہ ہند میں اس نام سے موسوم صحابی نہ تو رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں کوئی جانتا تھا اور نہ اُن کے وفات کے بعد"۔

حافظ عراقیؒ (م:806ھ) فرماتے ہیں:

"وعلی کل تقدیر فلا بد من تقیید ما أطلقه بأن یکون ادعاؤه لذلک یقتضیه الظاهر أما لو إدعاه بعد مأة سنة من وفاته ﷺ فانه لا یقبل ذلک منه کجماعة إدعوا الصحبة بعد ذلک کأبي الدنیا الأشج و مکلبة بن ملکان ورتن الهندي، فقد أجمع أهل الحدیث علی تکذیبهم وذلک لما ثبت في الصحیحین من حدیث ابن عمر، قال: صلی بنا رسول الله ﷺ ذات لیلة صلاة العشاء في آخر حیاته فلما سلم قام فقال: أرأیتکم لیلتکم هذه فان علی رأس مأة سنة منها لا یبقی ممن هو الیوم علیها أحد"[24]

"کسی شخص کا دعویٰ صحابیت ظاہری حالات کے موافق ہونے سے مقید ہے پس اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کی وفات کے سو سال بعد صحابی ہونے کا مدعی بن بیٹھے تو ان کا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا جیسے ابو الدنیا اشج، مکلبہ بن ملکان اور رتن وغیرہ۔ علمائے حدیث کا اُن کے دعوی کو جھوٹا قرار دینے میں اجماع ہے۔ یہی مضمون صحیحین میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی اخیر عمر میں ایک رات ہم نے عشاء کی نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اس رات جو شخص بھی روئے زمین پر بقید حیات ہے، سو سال بعد نہیں ہوگا"۔

صاحب قاموس علامہ مجد الدینؒ (م:817ھ) کا قول ہے:

"إبن کربال بن رتن البرتندی،لیس بصحابی ، وإنما هو کذاب، ظهر بالهند بعد الستمأة ، فادعی الصحبة"[25]

"ابن کربال بن رتن برتندی، صحابی نہیں بلکہ جھوٹا ہے۔ ہند میں چھٹی صدی کے بعد ظاہر ہوا اور صحابی

ہونے کا دعویٰ کر ڈالا"۔

رتن ہندی کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ (م: 852 ھ) لکھتے ہیں:

"ولم أجد له فى المتقدمين فى كتب الصحابة ولا غيرهم ذكرا، لكن ذكره الذهبى فى تجريده فقال: رتن الهندى شيخ ظهر بعد الستمأة بالشرق وادعى الصحبة ، فسمع منه الجهل ، ولا وجود له ، بل اختلق إسمه بعض الكذابين"[26]

"متقدمین علماء کی صحابہ کرام سے متعلق کتابیں ہوں یا دوسری تاریخی کتابیں، میں نے ان میں سے کسی میں رتن کا تذکرہ نہیں پایا، البتہ علامہ ذہبی نے تجرید میں اس کا تذکرہ کرکے لکھا ہے کہ مشرق میں چھٹی صدی ہجری میں ظاہر ہوا اور صحابی ہونے کا دعویٰ کیا۔ کچھ جہال نے اس سے روایات سنیں حالانکہ اس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں بلکہ بعض جھوٹوں نے اس کا نام گھڑ لیا ہے"۔

امام سخاویؒ (م: 902 ھ) نے بھی رتن ہندی کو صحابیت کا جھوٹا دعویدار قرار دیا ہے؛ لکھتے ہیں:

"قد ادعى الصحبة جماعة فكذبوا وكان آخرهم رتن الهندى لان الظاهر كذبهم فى دعوٰهم"[27]

امام سیوطیؒ (م: 911 ھ) نے علامہ ذہبیؒ کے حوالے سے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے [28]۔

ابن عراق الکنانیؒ (م: 963 ھ) کی تصریح کے مطابق رتن ہندی وہ مشہور جھوٹا شخص ہے جس نے چھٹی صدی ہجری میں صحابیت کا دعویٰ کیا۔ "رتن الهندى ذلك الكذاب المشهور ظهر بعد الستمأة، فادعى الصحبة"[29]۔

محمد طاہر فتنیؒ (م: 986 ھ) نے "تذکرۃ الموضوعات" میں "باب فيمن ادعى الصحبة كذبا من المعمرين" کا عنوان قائم کرکے جھوٹے مدعیان صحابیت کی فہرست میں انہیں شمار کیا ہے[30]۔

ملا علی قاری حنفیؒ (م: 1014 ھ) صحیح مسلم کی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"معناه ما تبقى نفس مولودة اليوم مأة سنه، أراد به موت الصحابة رضى الله عنهم وقال ﷺ هذا على الغالب وإلا فقد عاش بعض الصحابة أكثر من مأة سنة ،ومنهم أنس بن مالک وسلمان رضى الله عنهما وغيرهما۔ والأظهر أن المعنى لا تعيش نفس مأة سنة بعد هذا القول ، كما يدل عليه الحديث الآتى فلا حاجة إلى اعتبار الغالب فلعل المولودين فى ذلک الزمان إنقرضوا قبل تمام المأة من زمان ورود الحديث۔ ومما يؤيد هذا المعنى إستدلال المحققين من المحدثين وغيرهم من المتكلمين على بطلان دعوى بابا رتن الهندى وغيره ممن ادعى الصحبة وزعم أنه من المعمرين إلى المأتين والزيادة"[31]

"اس کا مطلب یہ ہے کہ آج جو بندہ زندہ ہے، سو سال بعد نہیں ہوگا نیز اس سے مراد صحابہ کی موت تھی اور رسول اللہ ﷺ کا قول بناء بر اکثریت تھی کیونکہ بعض صحابہ ایسے بھی تھے جنہوں نے سو سال سے زیادہ عمر پائی جیسے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ وغیرہ۔ ظاہری طور پر حدیث کا معنی یہ ہے کہ اس قول کے بعد کوئی بھی شخص زندہ نہیں رہے گا اور آنے والی روایت بھی اس مضمون کی تائید کرتی ہے تو حدیث مذکور کو اکثریت کے بارے میں قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں، شائد اسی زمانے کے مولودین نے اپنی عمر حدیث شریف کے ورود کے بعد سو سال کے اندر پوری

کردی تھی۔ اس حدیث سے محققین محدثین نے استدلال کیا ہے کہ بابا رتن ہندی سمیت جو لوگ دو سو صدی بعد صحابیت کا دعوی کر بیٹھے ہیں، باطل ہے"۔

مرتضی زبیدیؒ (م: 1205 ھ) ان کے بارے میں لکھتے ہیں:

"والصحیح أنه لیس بصحابی وإنما هو كذاب ظهر بالهند بعد الستمأة ، فادعى الصحبة[32]۔

" صحیح بات یہ ہے کہ رتن صحابی نہیں بلکہ کذاب ہے جو ہند میں چھ سو صدی کے بعد ظاہر ہوا اور جس نے صحابیت کا دعویٰ کیا"۔

امام شوکانیؒ (م: 1250 ھ) نے اپنی کتاب "الفوائد المجموعة" میں "باب فیمن ادعى الصحبة كذابا" کے تحت اُن کا تذکرہ کیا ہے[33]۔

امام آلوسی بغدادی حنفیؒ (م: 1270 ھ) نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک "آج سے ایک سو سال گزرنے کے بعد کوئی بندہ زندہ نہیں رہے گا" کو رتن ہندی کے خلاف صریح رد قرار دیا ہے[34]۔

مولانا عبدالحئ لکھنویؒ (م: 1341 ھ) رتن ہندی کے تفصیلی واقعات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وكل هذا لیس له أصل یعتمد علیه"[35]۔

"یہ بالکل بے اصل اور بے بنیاد باتیں ہیں۔"

نتائج بحث:

رتن ہندی کا دعویٰ صحابیت نرا، عجیب اور باطل ہے کیونکہ بقول اس کے اس نے لمبی عمر پائی اور سات سو سال تک زندہ رہا۔ یہ دعویٰ اس لئے بھی درست نہیں کہ صحیح مسلم میں رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے:

" واضح رہے کہ آج جتنے بھی لوگ بقید حیات ہیں، ایک صدی گزرنے پر ان میں سے ایک شخص بھی زندہ باقی نہ رہے گا۔"

تو یہ چھ صدی تک کیسے زندہ رہا اور اگر بقید حیات تھا تو شہرت کیسے نہ پائی؟ صدیاں گزر گئیں اور کسی کو پتہ بھی نہ چلا کہ یہاں پر صحابی رسول موجود ہے۔ تراجم وطبقات میں صحابہ کرام کے متعلق بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں کسی بھی کتاب میں رتن ہندی کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ اسمائے رجال کی کتابوں میں ہند کی بہت سی شخصیات کا تذکرہ پایا جاتا ہے، ان میں بھی رتن ہندی کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا۔ اُن کے قول کے مطابق وہ غزوہ خندق میں شریک ہوئے تھے تو اصحاب السیر والتاریخ نے اُن کو کیوں یاد نہیں کیا۔

This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International Licence.

حوالہ جات (References)

[1] ابن حجر، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد العسقلانی، الإصابة فی تمییز الصحابة، دارالکتب العلمیة بیروت، طبع اول ۱۴۱۵ھ، ۲: ۴۳۴۔
Ibn e Ḥajar, ʻAḥmad bin Ali bin Muḥammad, Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, (Beurit: Dar al Kutub ʻIlmiyyah, 1st Edition,1415), 2:434.

الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبداللہ، الوافی بالوفیات، دار احیاء التراث بیروت، ۱۴۲۰ھ: ۲۰۰۰ء، ۱۴: ۶۸۔
Al Ṣafdi, Khalil bin Aybak, (Beirut: Dar Iḥya' al turath al 'Arabi, 2000), 14:68.

[2] ماہنامہ جہانِ کتب، ایس، ایف پرنٹرز، دریا گنج، دہلی، مارچ ۲۰۰۸، جلد: ۵، شمارہ: ۴۵، ص: ۲۴۔
Monthly Jahan-e-Kutub, (Darya Ganj, Dehli: S.F. Printers, March: 2008), Vol: 5, Issue: 45, p:24.

[3] الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، طبع اول، ۱۹۶۳ء، ۲: ۴۵۔
Al Dhabi, Muḥammad bin Aḥmad bin Uthman, Meezan al A'tadal fi Naqd al Rijal, (Beurit: Dar al Ma'arifah lil Taba'h wal Nashr, 1st Edition, 1963), 2:45.

[4] ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، جامع المسانید والسنن، دار خضر للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت، ۱۹۹۸ء، ۳: ۲۷۶۔
Ibn Kathir, Isma'il bin 'Umar, Jam'a al Masanid wal Sunan, (Beurit: Dar Khizar lil Taba'ah wal Tawziy', 1998), 3:276.

[5] الاصابۃ، ۲: ۴۳۴۔
Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 2:434.

[6] الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان، بدون تاریخ، ۱: ۴۲۲۔
Al Showkani, Muḥammad bin 'Aliy bin Muḥammad, (Beurit: Dar al Kutub 'Ilmiyyah), 1:422.

[7] الاصابۃ، ۲: ۴۳۹۔
Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 2:439.

[8] ایضاً، ۴۳۴: ۲۔
Ibid., 2:434.

[9] صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری، دار طوق النجاۃ، طبع اول ۱۴۲۲ھ، کتاب اصحاب النبی (۶۲) باب فضائل اصحاب النبی (۱) امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں صحابی کی تعریف کی ہے]
Al Bukhari, Muḥammad bin Isma'il, (Dar Towq al Najah, 1st Edition, 1422).

[10] النووی، ابوزکریا محی الدین یحییٰ بن شرف، تہذیب الاسماء واللغات، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، ۱: ۴۱۔
Al Nowwi, Yaḥya bin Sharf, Tahziyb al Asma' wal Lughāt, (Beurit: Dar al Kutub 'Ilmiyyah) 1:41.

[11] الاِصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۱۱: ۱۵۸۔
Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 11:158.

[12] ابراہیم بن عمر بن ابراہیم بن خلیل، رسوم التحدیث فی علوم الحدیث، دار ابن حزم، لبنان، بیروت، طبع اول ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۰ء، ۱: ۱۴۴۔
Ibrahim bin 'Umar, Rusum al Tahdiyth fi 'Uloom al Ḥadith, (Beurit:Dar ibn Ḥazam, 1st Edition, 2000/1421), 1:144.

[13] عبدالرحیم بن الحسین، التقیید والایضاح شرح مقدمۃ ابن الصلاح، المکتبۃ السلفیۃ بالمدینۃ المنورۃ، طبع اول، ۱۹۶۹ء، ۱: ۲۹۹۔
'Abdul Rahim bin al Ḥusain, Al Taqyiyd wal Idhaḥ, (Madinah:al Maktabah al Salfiyyah, 1st Edition, 1969), 1:299.

السیوطی، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، دار طیبہ، بدون تاریخ ۲: ۶۶۷۔
Al Sayuwti, 'Abdul Raḥman bin Abi Bakar, Tadriyb al Rawiy, (Dar e Tayyibah), 2:667.

[14] صحیح بخاری، کتاب العلم (۳) باب السمر فی العلم (۴۱) حدیث: ۱۱۶۔
Ṣaḥiḥ Bukhari, Ḥadith: 116.

مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ، حدیث: ۲۵۳۷۔
Muslim bin Ḥajjaj, Ṣaḥiḥ Muslim, (Beirut: Dār Iḥya' al Turath al 'Arabi), Ḥadith:2537.

[15] صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب قوله ﷺ: لا تأتی مائة سنة، حدیث: ۲۵۳۸۔

Ṣaḥiḥ Muslim, Ḥadith:2538.

[16] الاصابة، ۱: ۱۶۰۔

Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 1:160.

[17] النووی، یحیٰی بن شرف، المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی بیروت، طبع دوم ۱۳۹۲ھ، ۱۶: ۹۰۔
Al Nowwi, Yaḥya bin Sharf, Al Minhaj, (Beirut: Dār Iḥya' al Turath al 'Arabi, 2nd Edition, 1392), 16:90.

[18] ابن رجب، زین الدین عبد الرحمٰن، فتح الباری شرح صحیح البخاری، مکتبة الغرباء الاثریة، مدینہ منورہ، طبع اول ۱۴۱۷ھ: ۱۹۹۶ء، ۴: ۳۶۹۔
Ibn Rajab, 'Abdul Raḥman bin Aḥmad, (Madinah: Maktabah al Ghuraba' al Athariyyah, 1st Edition, 1996/1417), 4:369.

[19] تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ۲: ۶۷۳۔

Tadriyb al Rawiy, 2:673.

[20] الصغانی، رضی الدین حسن بن محمد بن حسن بن حیدر، الموضوعات، دار المأمون التراث، دمشق، طبع دوم ۱۴۰۵ھ، ۱: ۳۱۔
Al Ṣaghani, Ḥassan bin Muḥammad bin Ḥassan, al Mawzuw'at, (Damascus: Dar al Ma'muwn al Turath, 2nd Edition, 1405), 1:31.

[21] الطرابلسی، ابراہیم بن محمد بن خلیل، کشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث، عالم الکتب مکتبة النہضة العربیة، بیروت، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء، ۱: ۱۱۶۔

Al Tarablisi, Ibrahim bin Muḥammad bin Khalil, Kashf al Ḥathith, (Beurit: 'Alam al Kutub, 1987/1407), 1:61.

الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، تاریخ اسلام ووفیات المشاہیر والاعلام، دار الکتاب العربی، بیروت لبنان، طبع سوم ۱۴۱۳ھ: ۱۹۹۳ء، ۴۶: ۹۹۔
Al Dhabi, Muḥammad bin Aḥmad bin Uthman, Tareekh al Islam wa Wafiyyāt al Mashahiyr wal A'lam, (Beurit: Dat al Kutub al 'Arabi, 3rd Edition, 1993/1413), 46:99.

[22] الذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دار المعرفة للطباعة والنشر، بیروت، لبنان، ۱۳۸۲ھ/۱۹۶۳ء، ۲: ۴۵۔
Meezan al A'tadal fi Naqd al Rijal, 2:45.

[23] جامع المسانید والسنن الہادی لاقوم سنن، ۳: ۲۷۶۔

Jam'a al Masanid wal Sunan, 3:276.

[24] التقیید والایضاح، ۱: ۳۰۰۔

Al Taqyiyd wal Idhaḥ, 1:300.

[25] فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسة الرسالة للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، طبع ہشتم، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، ۱: ۱۱۹۹۔
Feroz Abadi, Muḥammad bin Yaquwb, (Beirut: Mua'ssasat al Beirut: Mua'ssasat al Risalah, 8th Edition, 2005/1426), 1:1199.

[26] الاصابة، ۲: ۴۳۴۔

Al Iṣabah fi Tamyyiz al Ṣahabah, 2:434.

[27] محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد، فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث للعراقی، السخاوی، مکتبة السنة مصر، طبع اول، ۱۴۲۴ھ: ۲۰۰۳ء، ۴: ۲۹۔
Al Sakhāwi, Muḥammad bin 'Abdul Raḥman bin Muḥammad, Fatḥ al Mughiyth, (Cairo: Maktabah al Sunnah, 1st Edition, 2003/1424), 4:29.

[28] تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی ۲: ۶۷۳۔

Tadriyb al Rawiy, 2:673.

[29] الکنانی، علی بن محمد بن علی، تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع اول، ۱۳۹۹ھ، ۱: ۵۹۔

Al Kanani, Ali bin Muḥammad bin Ali, Tanziyh al Shari‘ah al Marfu‘ah ‘n al Akhbar al Shani‘ah al Mawzuw‘ah, (Beurit: Dar al Kutub ‘Ilmiyyah, 1st Edition, 1399), 1:59.

[30] محمد طاہر بن علی، تذکرۃ الموضوعات، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، طبع اول، ۱۳۴۳ھ، ۱: ۱۰۳۔

Muḥammad Tahir bin Ali, Tazkirah al Mawzu‘āt, (Idarah al Taba‘ah al Muniyriyyah, 1st Edition, 1343), 1:103.

[31] ملا علی قاری، علی بن سلطان محمد، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، دار الفکر بیروت لبنان، طبع اول، ۱۴۲۲ھ: ۲۰۰۲ء، ۸: ۳۴۹۸۔

Mulla ‘Ali Qari, ‘Ali bin Sultan Muḥammad, (Beurit: Dar al Fikar, 1st Edition, 2002/1422), 8:3489.

[32] الزبیدی، محمد بن محمد بن عبد الرزاق، تاج العروس من جواہر القاموس، دار الہدایہ، بدون تاریخ، ۳۵: ۷۵ ۔

Al Zubaiydi, Muḥammad bin Muḥammad bin ‘Abdul Razzaq, (Dar al Hidayah), 35:75.

[31] الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان، بدون تاریخ، ۱: ۴۲۲۔

Al Showkani, Muḥammad bin ‘Ali bin Muḥammad, Al Fawa’id al Majmu‘ah fi al Aḥadith al Mawdhu‘ah, (Beurit: Dar al Kutub ‘Ilmiyyah) 1:422.

[32] الآلوسی، محمود بن عبداللہ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اول، ۱۴۱۵ھ، ۸: ۳۰۵۔

Al Āluwsi, Ma ḥmuwd bin ‘Abdullah, Ruwḥ al Ma‘aniy, (Beurit: Dar al Kutub ‘Ilmiyyah, 1st Edition, 1415), 8:305.

[33] الحسنی، عبد الحیٔ بن فخر الدین بن عبد العلی، الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الأعلام المسمی بنزہۃ الخواطر وبہجۃ المسامع والنواظر، دار ابن حزم بیروت لبنان، طبع اول، ۱۴۲۰ھ: ۱۹۹۹ء، ۱: ۹۸۔

Al Ḥasani, ‘Abdul Ḥayiy bin Fakhar al Din bin ‘Abdul ‘Aliyy, Al Ai‘lam b mn fil Hind min Al Aa‘lam, (Beurit: Dar ibn Ḥazam, 1st Edition, 1999/1420), 1:98.